انوکھی دوستی

نگار عظیم

مصور: فجرالدین



8 تا 12 سال کی عمر کے بچوں کے لیے

نئی نسل کی ذہنی نشو و نما اور ان کے خوابوں کو پرواز عطا کرنے کے لیے قومی تعلیمی پالیسی 2020 کے تناظر میں عصری تقاضوں سے ہم آہنگ ادب اطفال کی تخلیق و تشکیل کے لیے قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، نئی دہلی نے نئے اشاعتی مشن اور وژن کے تحت 18 تا 20 ستمبر 2024 ادب اطفال ورکشاپ کا انعقاد کیا تھا، جس میں بچوں کی نفسیات و ترجیحات کا خیال رکھتے ہوئے معتبر تخلیق کاروں کے تعاون سے دلچسپ اور معلومات افزا تخلیقی مواد تیار کیا گیا۔ یہ کتاب اسی ورکشاپ سیریز کی ایک کڑی ہے۔



ڈاکٹر شمس اقبال
ڈائرکٹر

ISBN 978-93-49533-68-4

پہلا ایڈیشن: 2025

© قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، نئی دہلی

تعداد: 1100

ANOKHI DOSTI

by Nigar Azim

قیمت: -/25 روپے

سلسلہ مطبوعات: 2163

ناشر: ڈائرکٹر، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان

فروغ اردو بھون، FC-33/9، انسٹی ٹیوشنل ایریا، جسولہ، نئی دہلی-110025

فون نمبر: 49539000، فیکس: 49539099

شعبۂ فروخت: ویسٹ بلاک-8، آر۔ کے۔ پورم، نئی دہلی-110066 فون نمبر: 26109746

فیکس: 26108159 ای۔ میل: ncpulsaleunit@gmail.com

ای۔ میل: urducouncil@gmail.com، ویب سائٹ: www.urducouncil.nic.in

طابع: سلاسار امیجنگ سسٹمس، A-97، سیکٹر 58، نوئیڈا-201301، یوپی

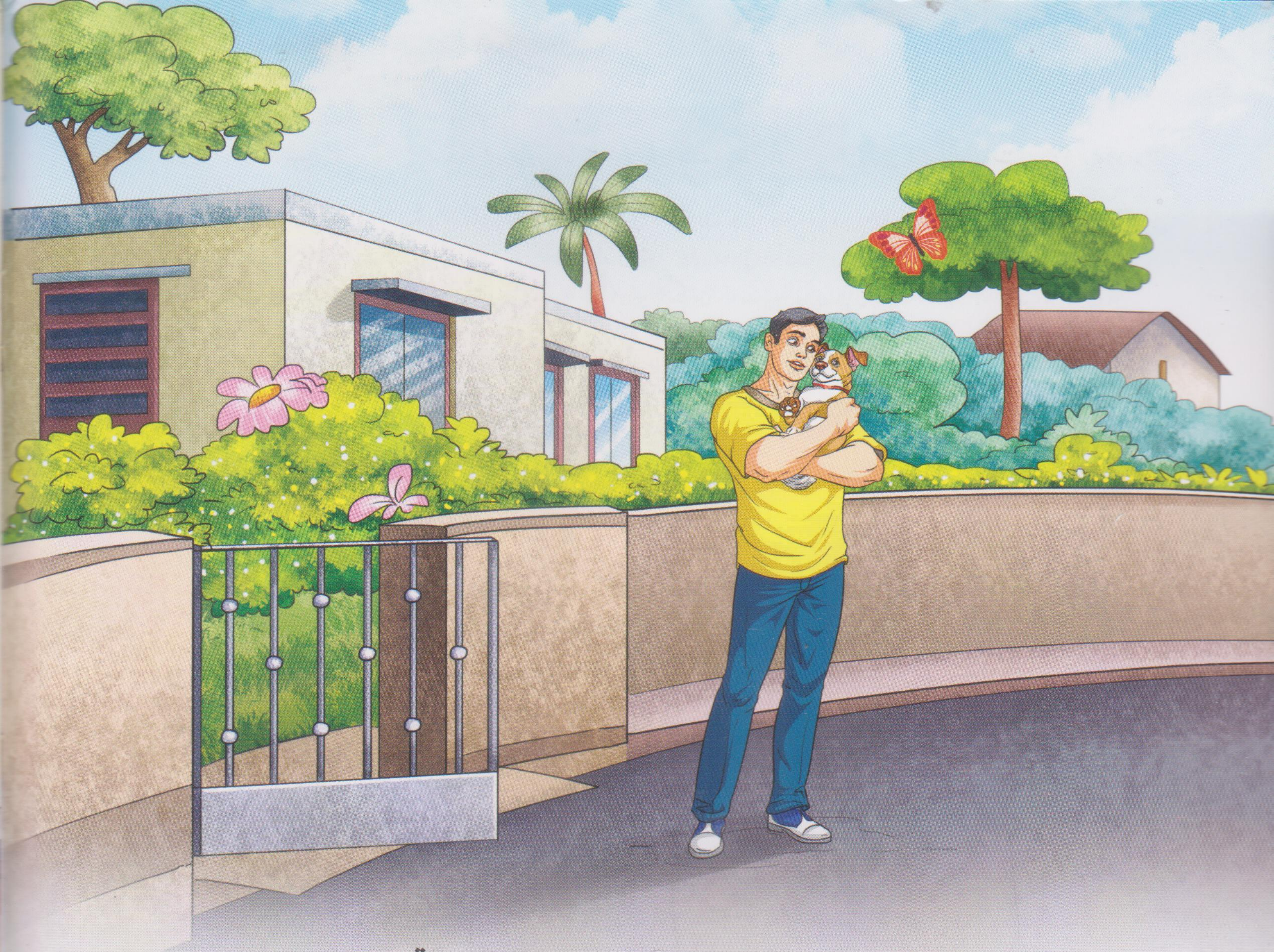
انوکھی دوستی

نگار عظیم

مصور: فجر الدین



قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، نئی دہلی

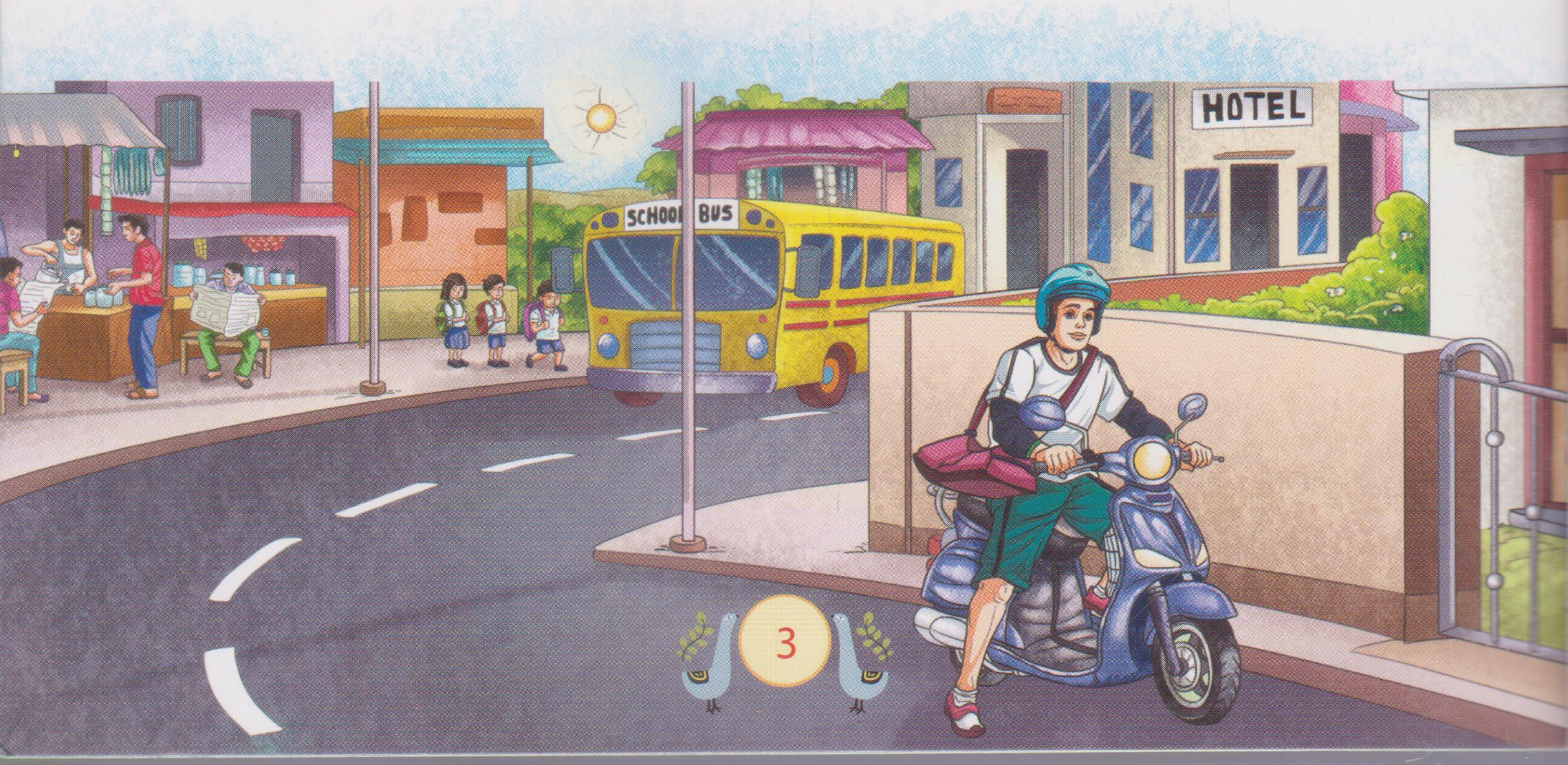


عدنان متوسط اور پڑھے لکھے گھرانے کا ایک سنجیدہ اور جذباتی سا لڑکا ہے۔ ابھی زیرِ تعلیم ہے۔ اس کے دوستوں کا حلقہ کافی وسیع ہے لیکن اس کے شوق اور دلچسپیاں دوسرے ساتھیوں سے بہت مختلف ہیں۔ انسان ہو، جانور یا پھر چرند پرند اس کا دل ہر دکھی اور مصیبت زدہ کے لیے دھڑکتا ہے۔ اپنی بساط سے باہر جا کر وہ ان کا دکھ درد نہ صرف سمجھنے کی کوشش کرتا ہے بلکہ دور بھی کرنا چاہتا ہے۔ اس میں وہ نہ صرف پیسہ اور وقت خرچ کرتا ہے بلکہ کبھی کبھی تو جان بھی

جوکھم میں ڈالنے سے گریز نہیں کرتا۔ اس کی یہ خاصیت اس کے مزاج کا حصہ بن چکی ہے اس بات کے لیے وہ اپنے دوستوں اور اڑوس پڑوس میں کافی مشہور ہے۔ بچپن سے اس چھوٹی سی یعنی اٹھارہ بیس سال کی عمر تک پہنچتے پہنچتے نہ جانے کتنے قصے اس کی زندگی سے جڑ چکے ہیں۔

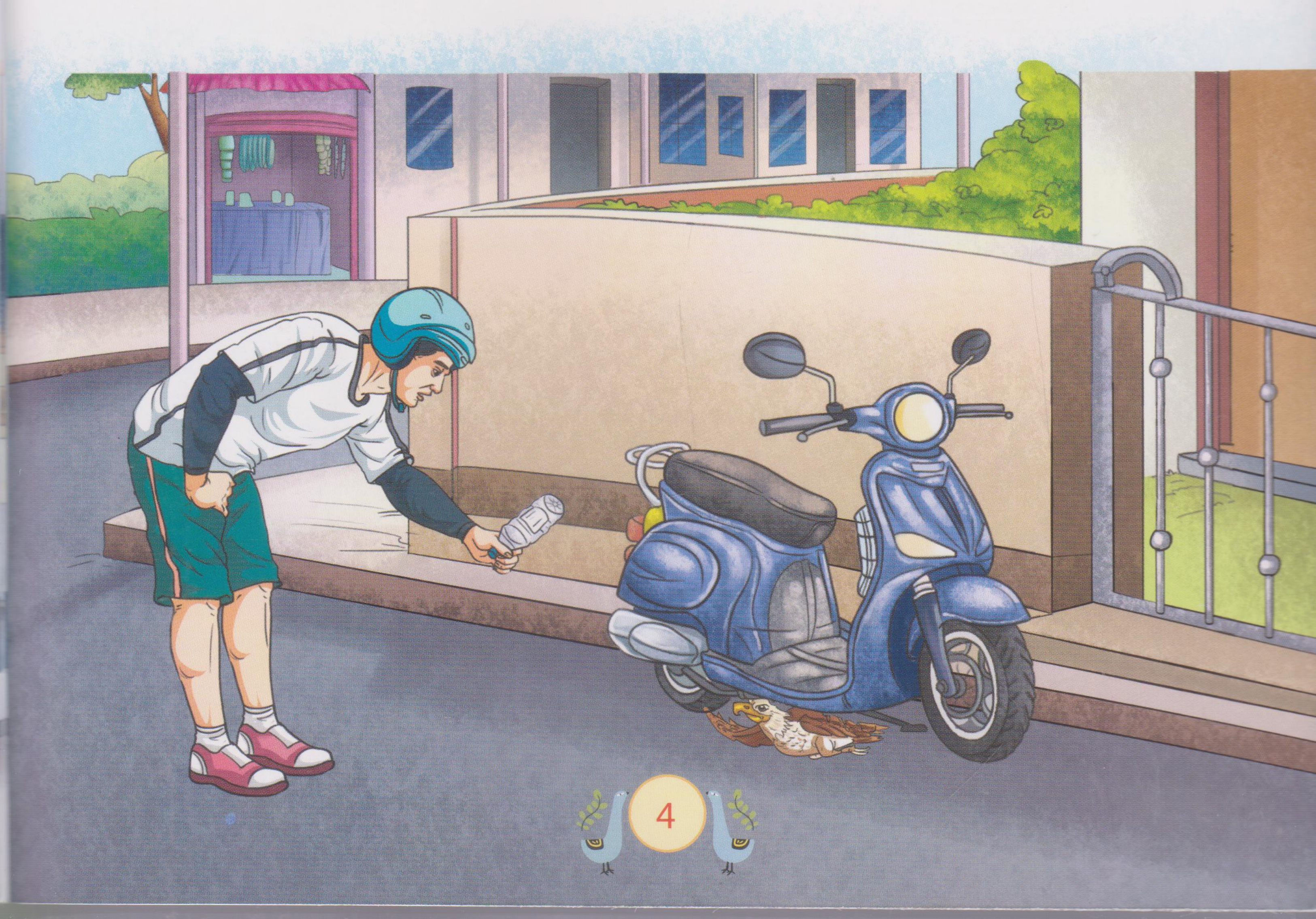
ایک واقعہ کچھ اس طرح ہے۔

رات رخصت ہونے کو تھی۔ سرمئی اندھیرا چاندی میں تبدیل ہو رہا تھا۔ چاروں طرف صبح صادق کا نور پھیلنے لگا تھا۔ آہستہ سے سورج نے بھی اپنی سنہری چادر پھیلا دی تھی۔ گلیوں میں وقت اور ضرورت کے مطابق چہل پہل شروع ہو چکی تھی۔ بچے کمر پر بستہ لادے اسکول کے لیے نکل پڑے تھے، گلیاں، پارک، ضروری اشیاء کی دوکانیں، بس اسٹینڈ، ہوٹل اور چائے خانے آباد ہونے لگے تھے۔ زندگی کا چکر اپنی دھری پر چل رہا تھا۔ عدنان بھی فریش ہو کر جم جانے کے لیے فلیٹ کی سیڑھیاں اترتے ہوئے نیچے آ گیا اور اسکوٹی میں چابی لگا کر کک ماری۔

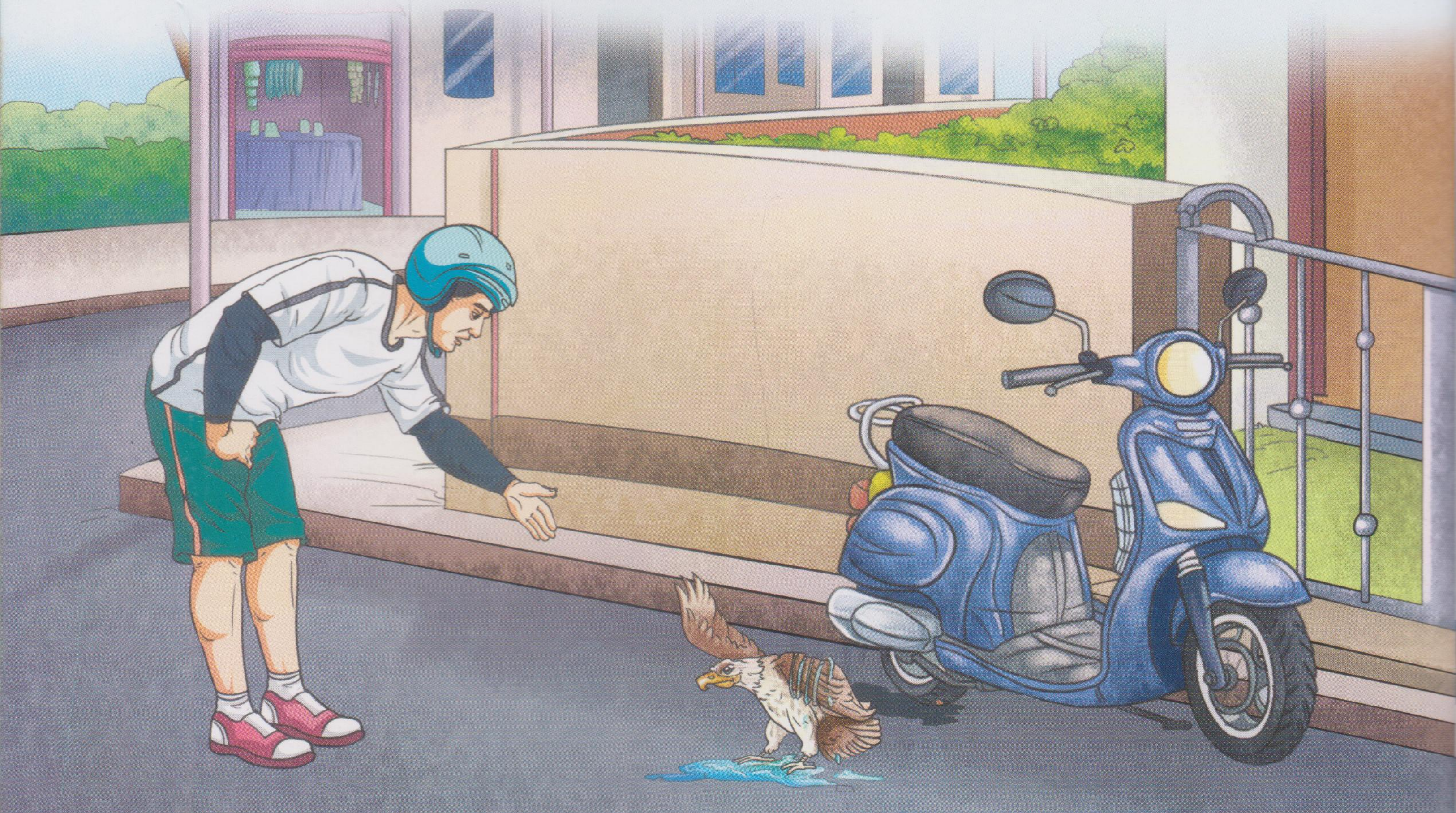


اسکوٹی اسٹارٹ ہو گئی۔ اچانک اس کے نیچے کوئی پھڑ پھڑایا... وہ چونکا... اس نے اسکوٹی کو واپس اسٹینڈ پر چڑھایا اور جھک کر اسکوٹی کے نیچے دیکھا۔ وہاں کوئی پرندہ گٹھری کی طرح پڑا تھا جس کا رنگ بھورا کالا تھا۔

دو تیز آنکھیں عدنان کو گھور رہی تھیں جن میں خوف بھرا تھا۔ عدنان بھی خوفزدہ ہو کر اس کی طرف دیکھ رہا تھا کیونکہ اس کی چونچ بہت خطرناک تھی۔ عدنان نے اسے شی شی کر کے اڑانے کی کوشش کی لیکن وہ پرندہ بس پھڑ پھڑا کر رہ جاتا، اڑ نہ پاتا۔



عدنان نے اسکوٹی کو ہٹایا تاکہ دیکھ سکے کیا ماجرہ ہے۔اف۔۔۔ یہ تو چیل ہے اور وہ بھی زخمی۔اس کے جسم سے نکلا ہوا خون زمین پر پڑا تھا۔چیل نے پھر اڑنے کی کوشش کی لیکن ایک پنکھ بالکل لٹکا ہوا تھا اور اس کے پنجے اور پنکھ ڈور میں لپٹے ہوئے تھے۔اب سب کچھ واضح تھا۔آسمان میں اڑان بھرتے وقت وہ چیل اڑتی ہوئی پتنگ کی لپیٹ میں آئی ہو گی اور جب تک ڈور ٹوٹی نہیں ہو گی وہ ڈور اور مانجھے میں لپٹتی ہوئی زخمی ہو کر گرتے گراتے زمین تک پہنچی ہو گی۔جانے کیسے اور کہاں رات بسر کی ہو گی اور پھر اسکوٹی کے نیچے خود کو چھپایا ہو گا۔عدنان بہت تیزی سے واپس فلیٹ کی طرف لپکا!



"امی امی۔۔۔ کہاں ہیں آپ جلدی سے ایک چادر دیجیے۔"

"کیوں کیا ہوا بیٹا۔۔؟" ماں کچن سے نکلتی ہوئی گھبرا کر بولیں۔

"ایک چیل زخمی حالت میں نیچے پڑی ہے۔"

"ارے تو بیٹا تم اسے نہ پکڑنا چیل خطرناک ہوتی ہے۔ دور رہو اس سے سیدھے آنکھ پر حملہ کرتی ہے۔ آنکھ نکال لیتی ہے یا پھر بوٹی اتار لیتی ہے۔۔۔ تم یہ ہرگز نہ کرنا۔"

"ارے امی! وہ اس حالت میں نہیں ہے مر جائے گی۔ آپ جلدی ایک چادر دیجیے۔" عدنان بھلا کب سننے والا تھا ماں اسے اچھی طرح جانتی تھیں۔



امی سے چادر لے کر وہ آناً فاناً نیچے بھاگا اور پڑوسی دوستوں کے دروازے پر گھنٹی کے ساتھ ساتھ آوازیں بھی لگائیں۔

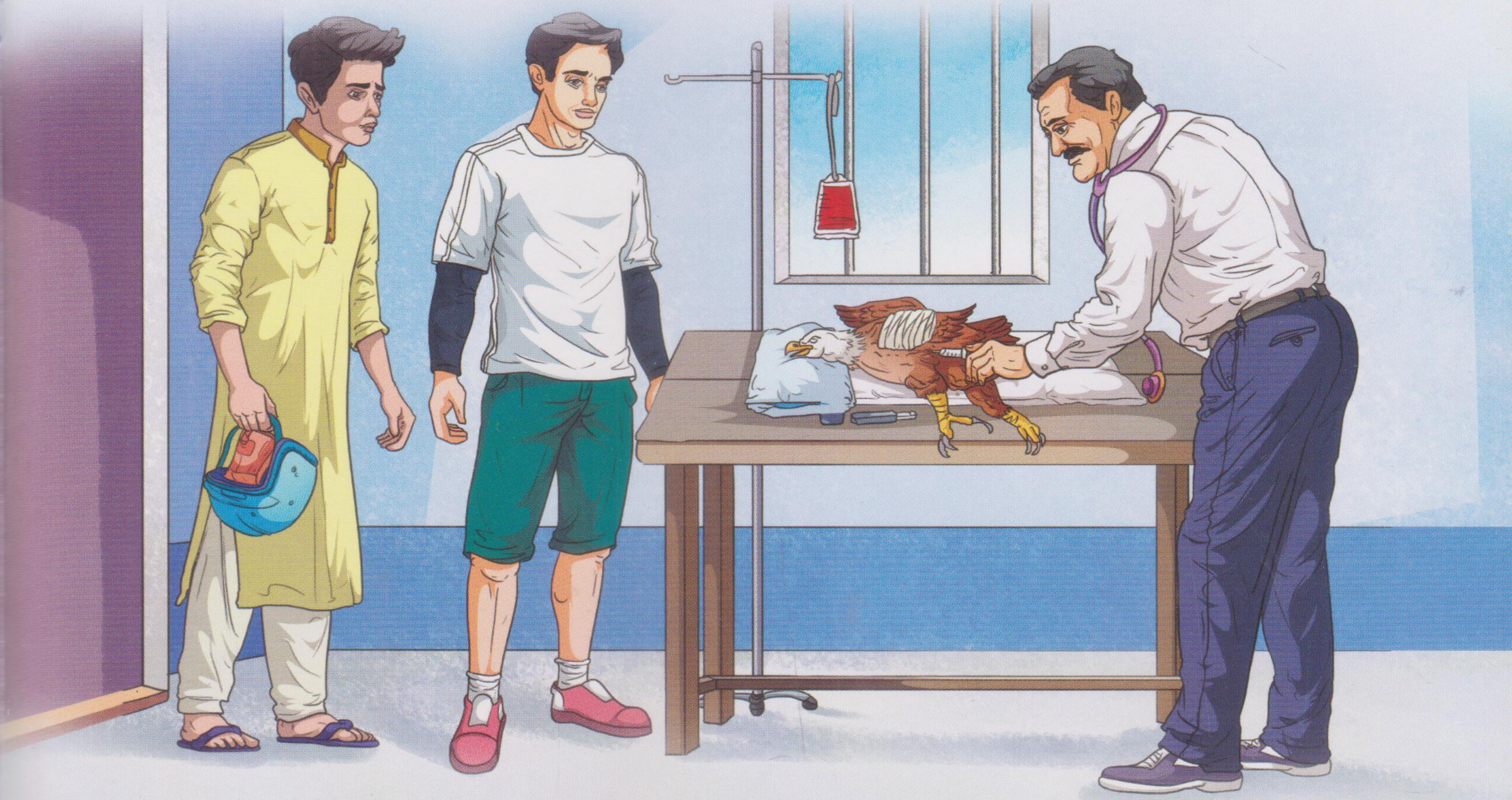
"ایان۔۔ساحل۔۔ایان۔۔

ساحل جلدی آو۔۔"

دیکھتے ہی دیکھتے کئی ساتھی اور دوست جمع ہو گئے۔ راہگیر بھی رکنے لگے زخمی چیل کو دیکھ کر سب ہکا بکا رہ گئے۔ بھیڑ سے چیل کچھ زیادہ ہی خوفزدہ ہو گئی۔ اب مسئلہ یہ تھا کہ اسے پکڑے کون۔۔۔؟ عدنان نے دوستوں کے چہرے دیکھے اور وقت ضائع کیے بغیر چادر دوہری کر کے چیل پر ڈال دی اور دونوں ہاتھوں سے اسے دبوچ لیا۔



چیل نے اپنی بے بسی کی دو تین آوازیں نکالیں اور عدنان کی گرفت میں آگئی۔ اب دھیرے دھیرے اس کے پنجے باہر نکالے۔ ایک قینچی سے عدنان نے تمام الجھے دھاگے کاٹ ڈالے۔ اس کے پیر زخمی تھے۔ کئی پر کٹ چکے تھے۔ خون اب بھی ٹپک رہا تھا۔

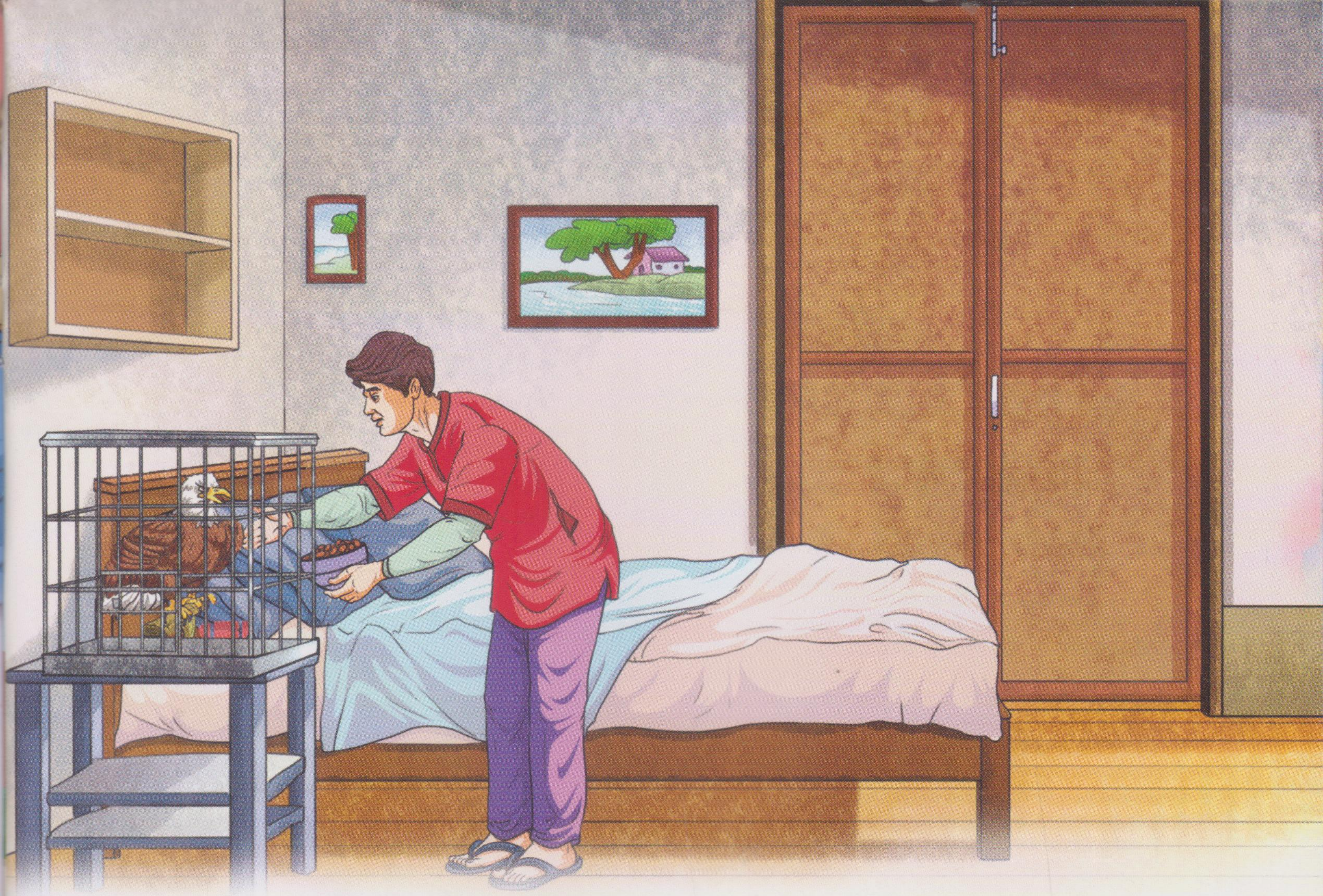


ایان نے اسکوٹی سنبھالی اور عدنان نے چیل کو سنبھالا۔ اب یہ اسپتال پہنچ چکے تھے۔ یہاں تقریباً ایک گھنٹے تک اس کا ٹریٹمنٹ ہوا۔ انجکشن دیا گیا۔ چھوٹے چھوٹے پروں کے علاوہ چیل کا ایک بازو کافی کٹ کر لٹک گیا تھا جس کی ڈریسنگ ہوئی۔ صفائی ستھرائی کر کے دوائیاں اور کئی انسٹرکشن کے بعد چیل کو واپس بھیج دیا گیا۔

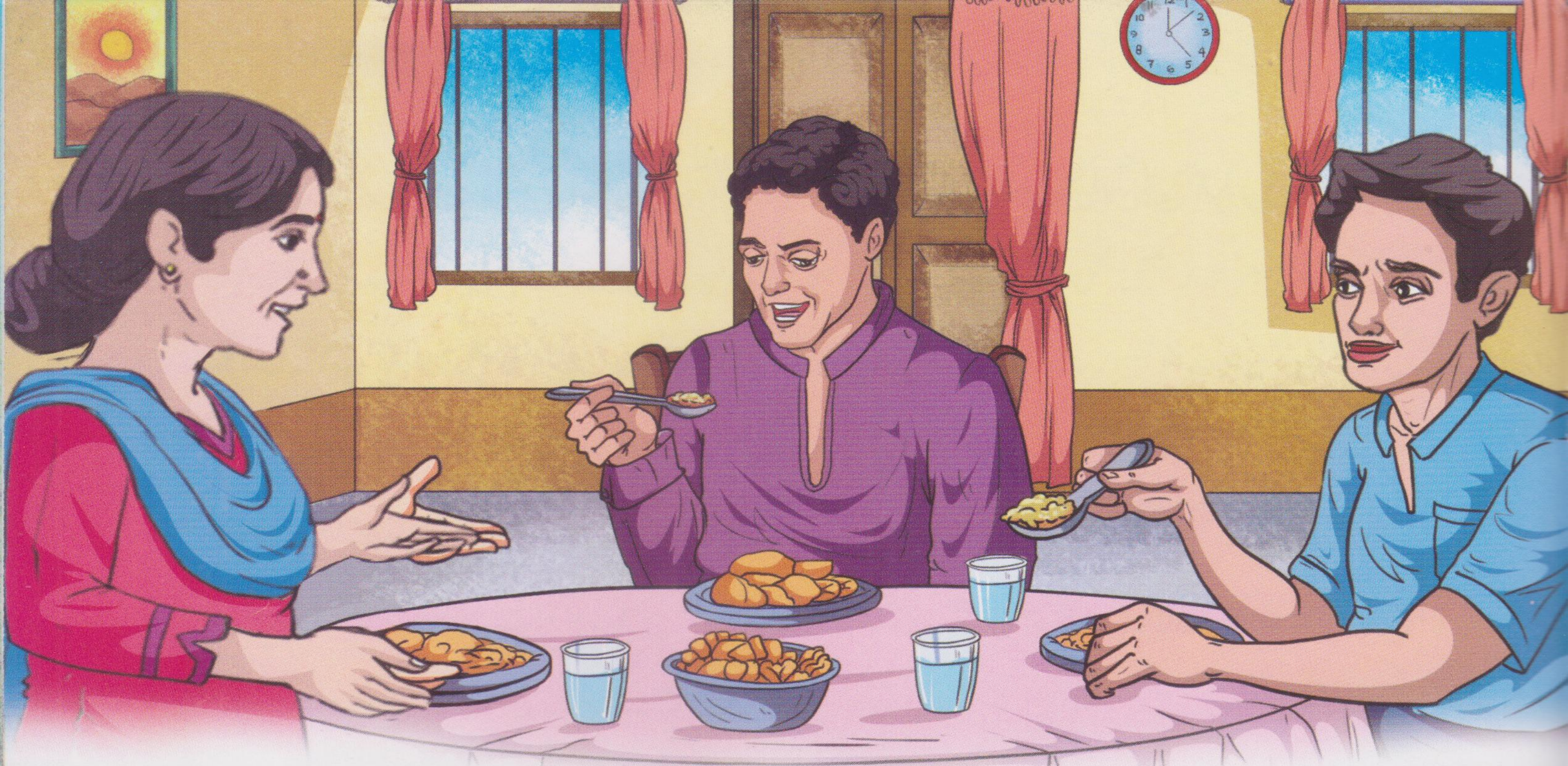
چیل گھر واپس آگئی۔ دقت یہ تھی کہ چیل کو رکھا کہاں جائے۔ عدنان کے پاس آل ریڈی بلی موجود تھی جو اسی کے بیڈ روم میں رہتی تھی۔ بلی اور چیل بھلا ایک جگہ کیسے رہ سکتے ہیں کوئی اور رکھنے کو تیار نہیں تھا۔ مجبوراً عدنان نے اپنی بلی کو بھائی کے کمرے میں منتقل کیا اور چیل کو اپنے کمرے میں لے آیا جس کا ایک دروازہ بالکونی کی طرف کھلتا تھا۔



خود عدنان نے اپنے سونے کا انتظام کمپیوٹر روم میں کر لیا تھا۔ ڈاکٹر کی سب سے پہلی ہدایت تھی کہ ایک ہفتہ چیل کو کسی پنجرے میں رکھا جائے تاکہ وہ اڑنے کی کوشش نہ کرے اور اس کا پنکھ جڑ جائے اس کے بعد جیسے ہی حالت بہتر ہو اسے آزاد کر دیا جائے اس میں عدنان کو کوئی دقت نہیں ہوئی کیونکہ اس کے پاس ایک بڑا پنجرا موجود تھا جس میں وہ اپنی بلی کو اکثر ڈاکٹر کے پاس لے جاتا تھا۔ لہٰذا چیل اس میں بند کر دی گئی، اسی پنجرے میں اس کے کھانے پینے کا انتظام کیا گیا۔



عدنان نے خود کو کمپیوٹر روم میں منتقل کر لیا جو کافی کشادہ تھا۔ وہاں ایک دیوان پہلے سے ہی پڑا ہوا تھا۔ عدنان وقتاً فوقتاً چیل کو دیکھتا رہتا لیکن چیل کچھ کھا نہیں رہی تھی کئی دن گزر گئے چیل نڈھال پڑی رہی۔ کلیجی کی بوٹیوں میں دوا رکھ رکھ کر عدنان اسے کھلانے کی کوشش کرتا اور کبھی کبھی اپنی اس کوشش میں کامیاب بھی ہو جاتا۔ چند دن کے بعد چیل سیدھے ہو کر بیٹھنے لگی جیسے ہی عدنان کمرے میں جاتا وہ اس کی طرف متوجہ ہوتی۔ چیل اپنے معالج کو پہچاننے لگی اور مانوس ہو گئی۔ تقریباً آٹھ دس دن گزر گئے۔



ایک روز عدنان نے پنجرہ کھول دیا لیکن چیل باہر نہ نکلی۔ عدنان کو بڑی تشویش ہوئی۔

عدنان بیڈروم کو یعنی چیل والے کمرے کو مقفل رکھتا تھا۔ ملازمہ کو وہاں جانے اور صفائی ستھرائی کرنے پر ممانعت تھی۔ گھر میں کسی کو نہیں پتہ کہ تیسری منزل پر عدنان کے بیڈروم میں کوئی چیل رہ رہی ہے یہ سب کچھ خفیہ تھا۔

اگلے روز امی دونوں بھائی اور عدنان کھانا کھا رہے تھے۔ عدنان بہت خوش تھا اور اپنی اس خوشی میں وہ بھول گیا کہ وہ کیا کہہ رہا ہے کس سے کہہ رہا ہے۔

آج چیل پنجرے سے باہر نکل آئی۔ تھوڑا تھوڑا چلنے اور اڑنے لگی ہے۔ امی اور دونوں بھائیوں نے عدنان کی طرف دیکھا۔

"چیل۔ کہاں ہے چیل۔" بھائی بولا۔

ایک بھائی راز دار تھا جس کے کمرے میں بلی رہ رہی تھی وہ خاموش رہ کر عدنان کو حیران کن نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

''کیا وہی چیل۔۔۔؟''امی تعجب اور حیرانی سے بولیں۔

''جی۔۔۔''عدنان نے کہا۔

''کہاں ہے وہ۔۔؟؟''

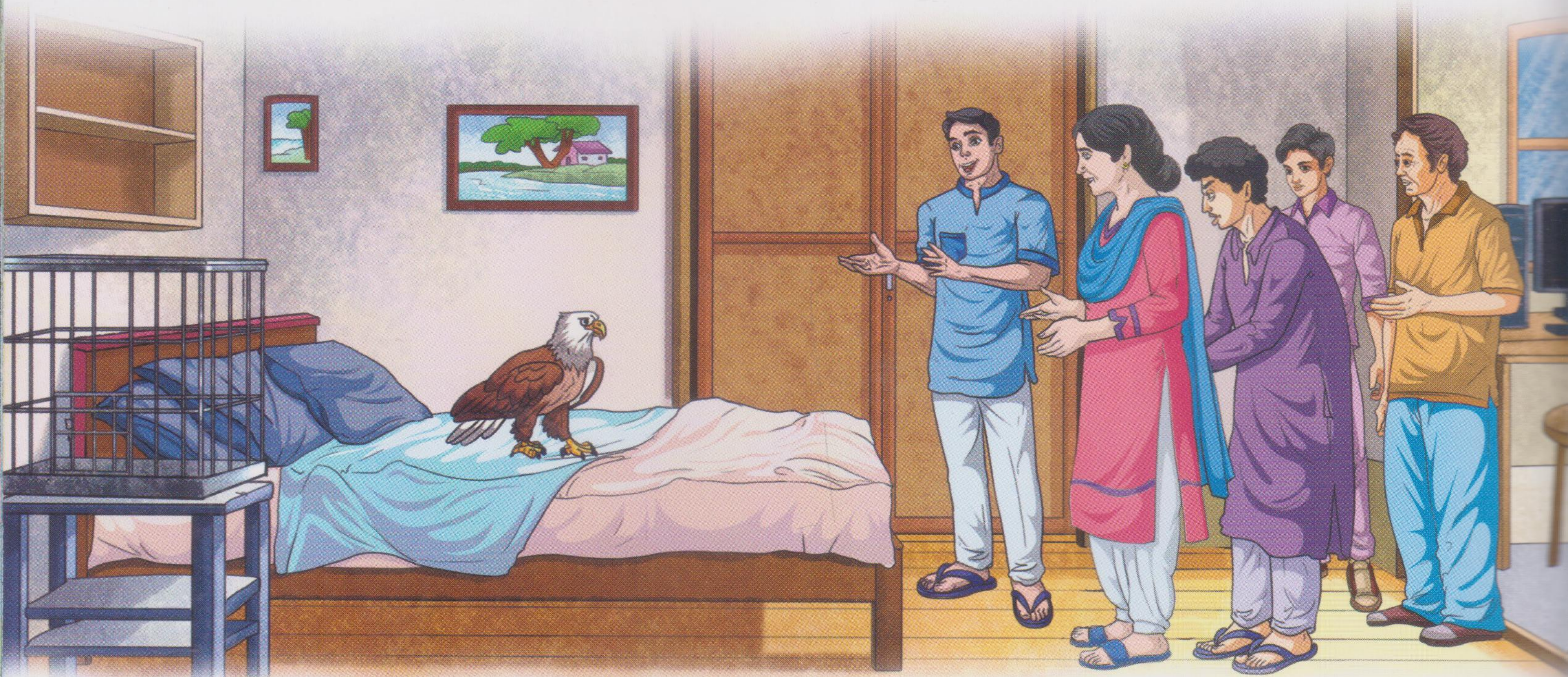
''میرے کمرے میں ہے امی، آپ پر سکون رہیں۔''

یعنی تم چیل کے ساتھ رہ رہے ہو اور میں پر سکون رہوں۔ عدنان تمھیں اللہ ہی سمجھے۔ اس بار عدنان نے ہلکا سا قہقہہ لگایا۔۔ ارے امی وہ دوسرے کمرے میں ہے پریشان نہ ہوں۔

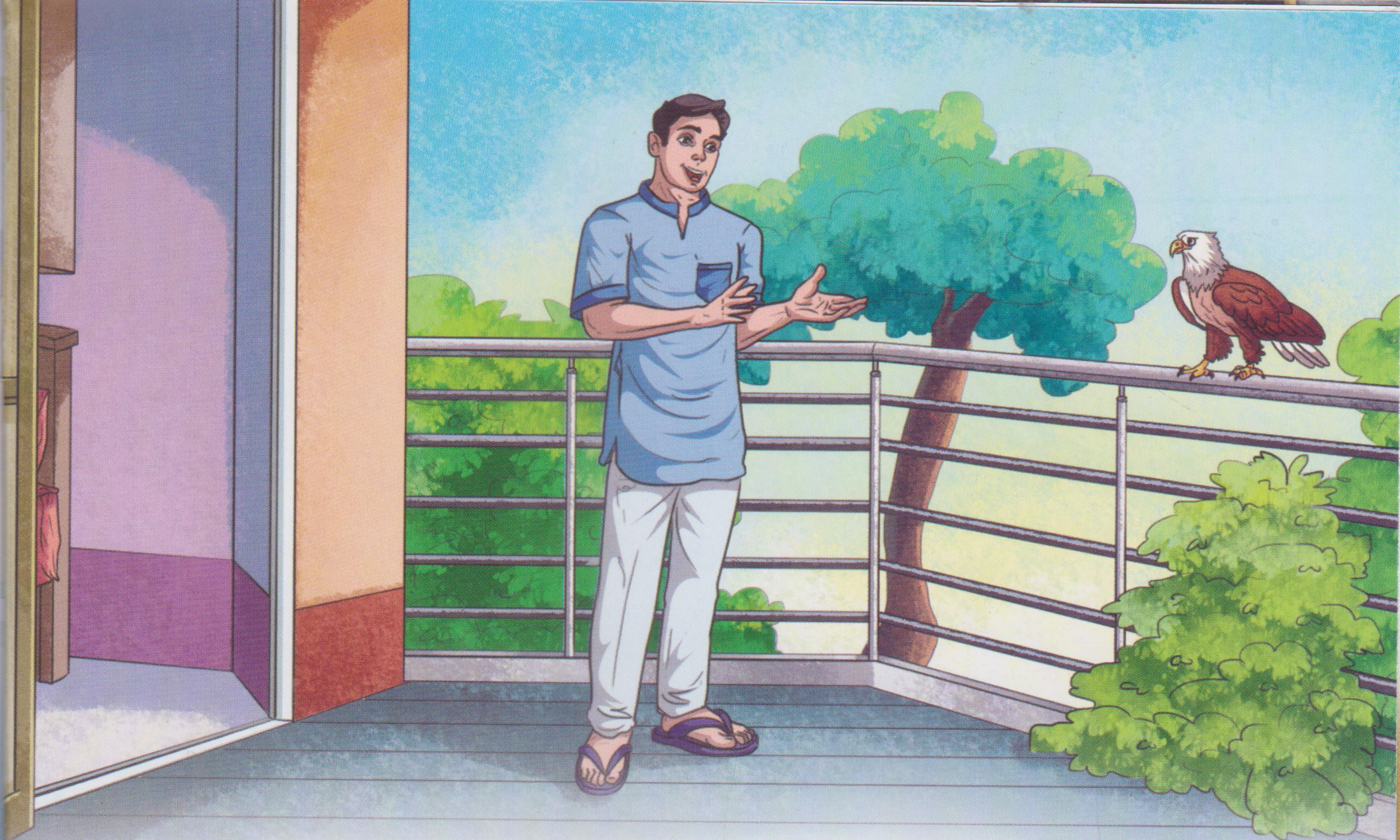


اب ایک ایک کر کے ہر کوئی چیل کو دیکھنے جانے لگا۔ سب جھانک جھانک کر چیل کو دیکھتے۔ اتنی بڑی چیل اتنے نزدیک سے پہلی مرتبہ دیکھی تھی۔ امی بھی بغیر دیکھے نہ رہ سکیں۔ سب کے الگ الگ کمنٹس ہوتے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ چیل تھی بہت خوبصورت۔ امی کا کہنا تھا کہ اس کے پروں کا رنگ آبنوسی اور عودی ہے۔ نیلوفری رنگ بھی جھلملاتا۔ عدنان کی امی بظاہر تو غصہ دکھاتی تھیں لیکن اندر سے اس کے جذبے کی قدر بھی کرتی تھیں۔

چیل اب مطمئن نظر آتی۔ شاید اس کا ڈر خوف نکل گیا تھا۔ اس کی گول تیز آنکھوں میں اب خوف کی جگہ محبت نظر آتی تھی۔ وہ عدنان اور اس کے کمرے سے مانوس ہو گئی تھی۔



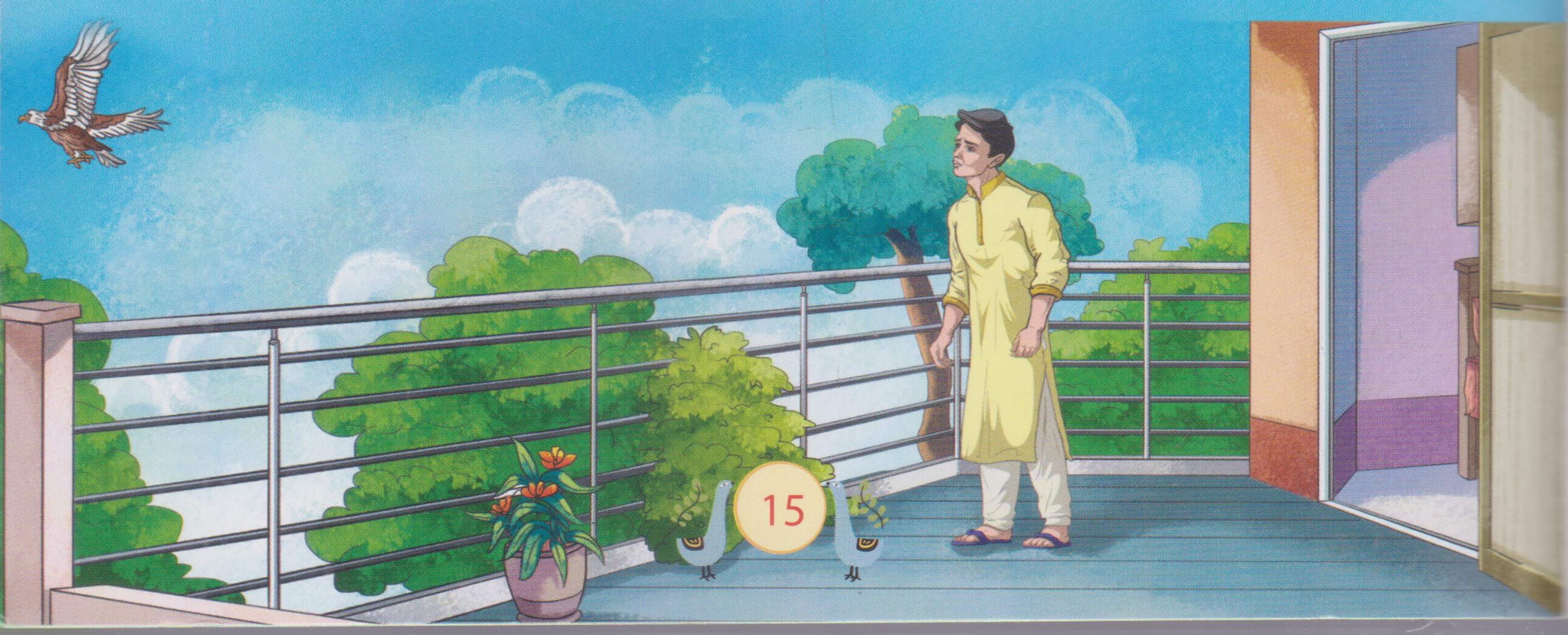
اب چیل دو تین فٹ اونچے اڑنے لگی، کبھی اڑ کر بیڈ پر چڑھ جاتی تو کبھی کپڑے سکھانے والے اسٹینڈ پر۔ اب وہ کھانا بھی کھا رہی تھی اور کھانے کے ذریعہ دوا بھی اس کے جسم میں پہنچ رہی تھی۔



کئی روز اور گزر گئے اب عدنان نے اگلا قدم اٹھایا کہ بالکونی کا دروازہ کھول دیا۔ چیل اڑ کر بالکونی کی ریلنگ پر بیٹھی تو عدنان کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ تھا۔ ایسا لگتا تھا اب دونوں کے بچھڑنے کا وقت آگیا ہے۔ چیل کی آنکھیں شکریہ کے احساس سے معمور تھیں اور عدنان اس کے روبہ صحت ہونے سے خوش تھا لیکن کہیں اندر بچھڑنے کا ملال بھی عدنان کے چہرے سے عیاں تھا۔ عدنان نے بالکونی کی ریلنگ پر بیٹھی چیل کے ساتھ کئی سیلفیاں لیں لیکن چیل کچھ دیر ریلنگ پر بیٹھ کر پھر واپس کمرے میں آگئی اور پنکھ پھڑ پھڑا کر بیڈ پر چڑھ گئی۔ پتہ نہیں یہ ابھی اڑ سکے گی یا نہیں۔ شاید نہیں، اسی لیے واپس آگئی اور پھر عدنان نے بالکنی بند کر دی۔

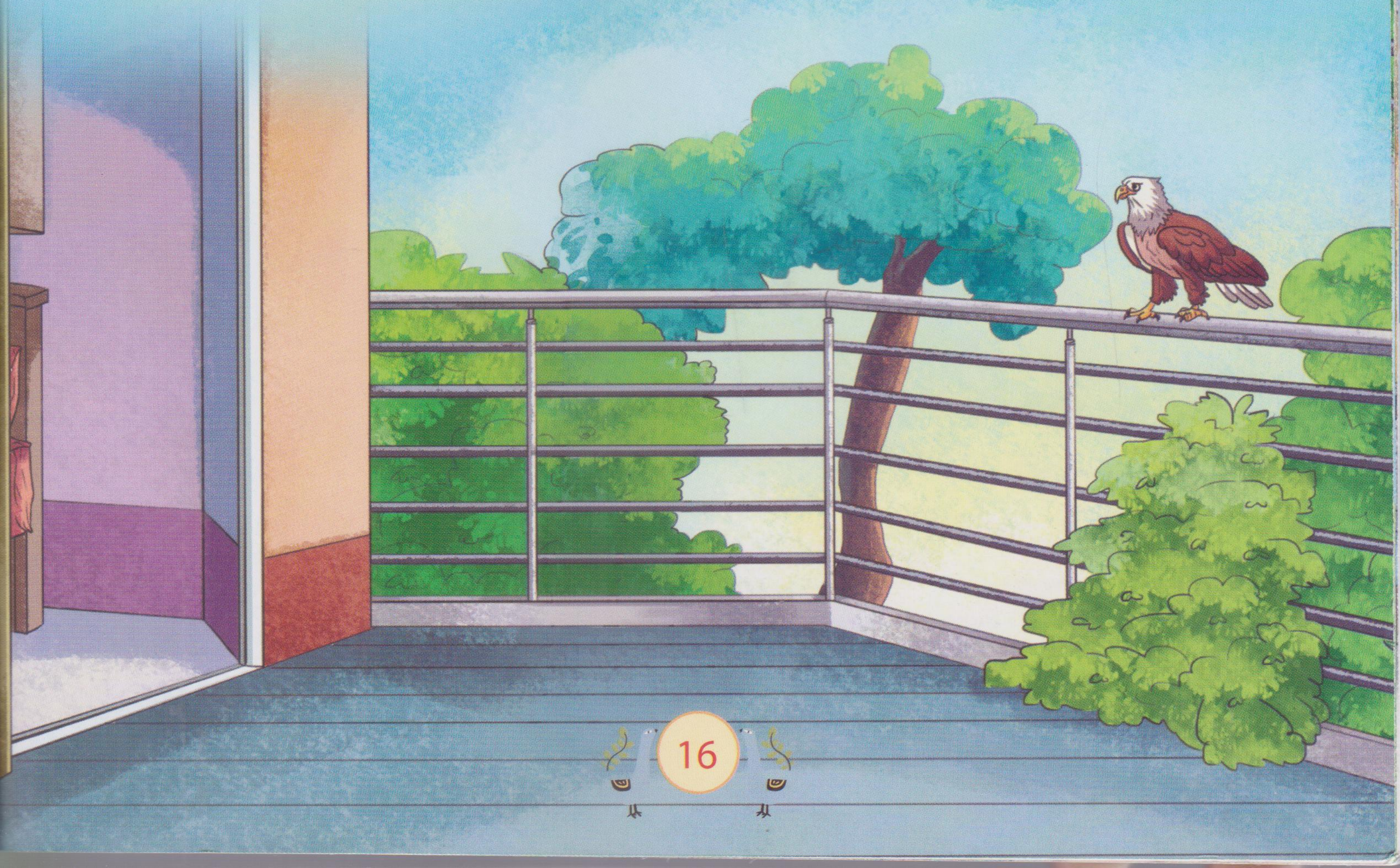
دو دن بعد عدنان نے پھر یہی عمل دہرایا چیل اڑ کر پھر بالکونی کی ریلنگ پر جا بیٹھی۔ عدنان بھی وہیں اس کے پاس جا کر کھڑا ہو گیا۔ چیل نے عدنان کی طرف دیکھا جیسے اجازت چاہتی ہو عدنان اس کی آنکھوں کی بولی خوب سمجھنے لگا تھا۔ پھر دیکھتے ہی دیکھتے چیل نے ایک اڑان بھری جو بہت کم تھی بس سامنے فلیٹ تک۔ وہاں بیٹھ کر اس نے اس بالکونی اور فلیٹ کا جائزہ لیا جہاں وہ تقریباً پندرہ دن گزار چکی تھی۔ کچھ دیر کے بعد اس نے اور اونچے فلیٹ تک اڑان بھری اور رک کر اس نے پھر واپسی کی طرف کا جائزہ لیا۔ اس محلہ کی تنگ گلیوں گنجان آبادی کے علاقے میں کسی بڑے پرندے کا نیچے اترنا اور اوپر اڑان بھرنا بہت مشکل کام تھا۔

اتنی دیر میں ایک عجب واقعہ ہوا کہ ایک ایک دو دو چیل چاروں طرف سے اڑ اڑ کر آنے لگیں اور چاروں طرف منڈلانے لگیں۔ چاروں طرف چیلوں کی آواز پھیلنے لگی۔ ایسا لگتا تھا اس کا خاندان دیکھتے ہی اسے لینے آ گیا ہے۔ کچھ دیر بعد چیل نے تیسری اڑان بھری اس مرتبہ وہ دوسری چیلوں کے ساتھ آنکھوں سے اوجھل ہو گئی۔۔ عدنان کی آنکھیں آنسوؤں سے بھری تھیں۔



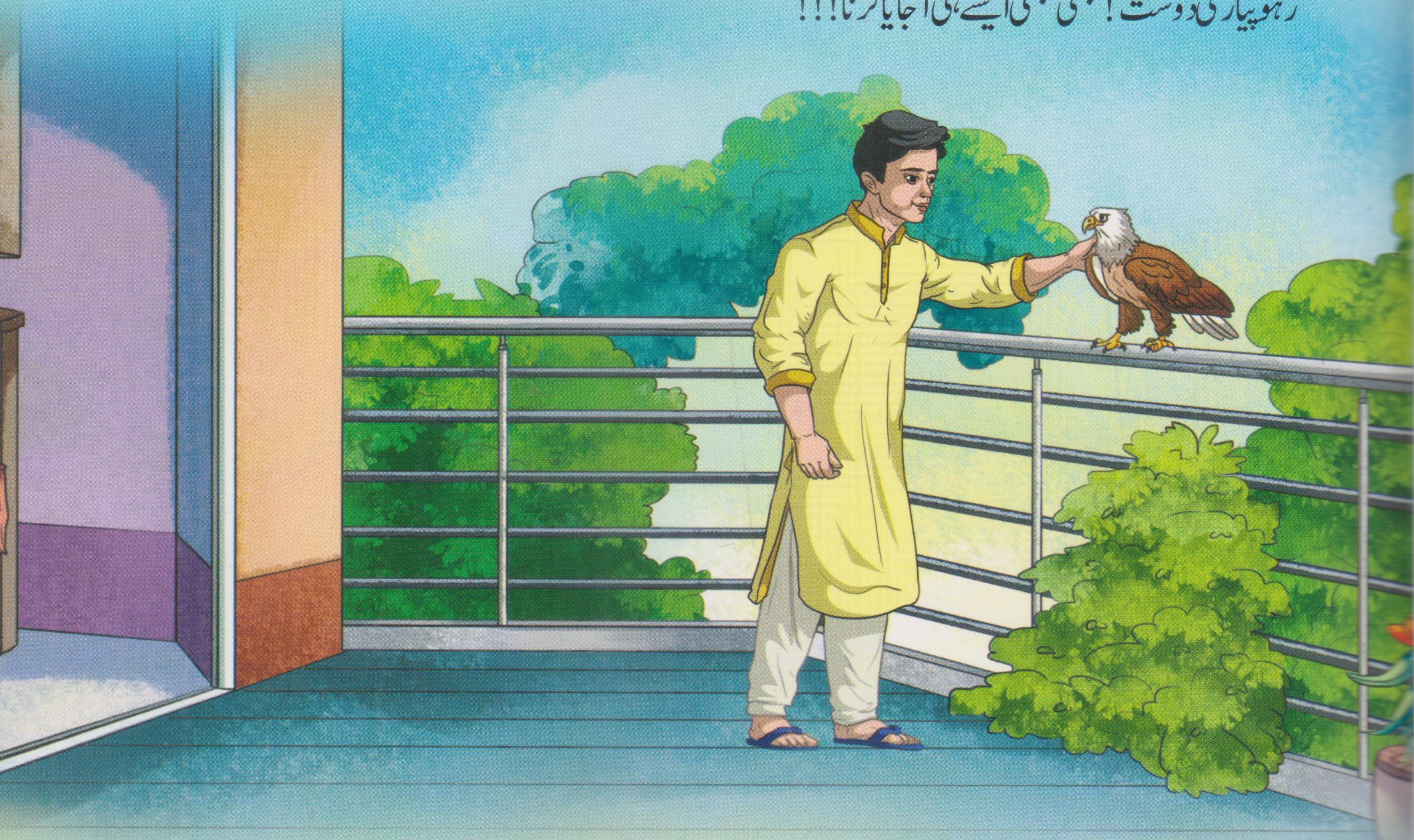
اب عدنان نے اپنے بیڈ روم کا جائزہ لیا جو جگہ جگہ بیٹوں سے بھرا تھا اور جگہ جگہ گوشت کے ٹکڑے پھیلے تھے۔
اس نے ملازمہ سے صفائی کرنے کے لیے کہا اور گھر سے باہر نکل گیا۔

تقریباً بیس بائس دن گزر گئے عدنان کی زندگی اب معمول پر آگئی تھی کہ اچانک بالکونی کی ریلنگ پر ایک چیل آکر بیٹھی۔ ہو بہو پہلے جیسی۔ عدنان گھر پر نہیں تھا۔۔۔ پورا دن گزر گیا چیل اپنی جگہ سے نہ ہلی۔ پڑوسی دوستوں نے عدنان کو اور بھائیوں کو فون پر اطلاع دی کہ بالکونی پر چیل بیٹھی ہے اور یہ وہی چیل لگتی ہے۔ بھائیوں نے گوشت کے ٹکڑے ڈالے لیکن اس نے نہیں کھائے...اسے تو عدنان کا انتظار تھا۔



سر شام عدنان کی واپسی ہوئی تو سیدھا اپنے روم کی بالکونی پر۔۔ یہ وہی چیل تھی۔ عدنان اس کے پنکھوں اور آنکھوں کو پہچان گیا۔ دونوں میں خاموش گفتگو ہوئی۔ چیل کی آنکھیں شکر گزاری کے احساس سے معمور تھیں۔ آنکھوں کے کونے گیلے تھے۔ چہرہ اداس، عدنان کی طرف دیکھتے ہوئے اس نے دو تین مرتبہ آنکھیں جھپکیں گردن کو خم دے کر اوپر نیچے کیا اور پھر... اندھیرا پھیلنے سے پہلے ہی اس نے اڑان بھرلی۔۔۔

عدنان آنکھوں سے اوجھل ہونے تک اسے اڑتے ہوئے دیکھتا رہا۔ وہ اندر ہی اندر بدبدایا جیسے کہہ رہا ہو ''خوش رہو پیاری دوست ! کبھی کبھی ایسے ہی آجایا کرنا!!!



’’انوکھی دوستی‘‘ انسان دوستی پر مبنی دلچسپ کہانی ہے۔اس میں ایک پرندے کو کردار بنا کر اس کے ذریعے سچی دوستی اور وفاداری کا پیغام دیا گیا ہے۔

’’انوکھی دوستی‘‘ بچوں کے ذہن کو صالح اقدار اور مستحکم کردار کی طرف مائل کرنے کے ساتھ انھیں ایک اچھا انسان بننے پر بھی آمادہ کرتی ہے۔



نگار عظیم کی شہرت اور شناخت فکشن نگار کی حیثیت سے ہے۔ان کی متعدد کتابیں شائع ہو چکی ہیں جن میں عکس، گہن، عمارت، بہادر شاہ ظفر شخصیت و شاعری اور انتخاب کلام ثروت میرٹھی قابل ذکر ہیں۔انھیں مختلف اداروں سے انعامات و اعزازات بھی مل چکے ہیں۔

نگار عظیم

ISBN 978-93-49533-68-4

9 789349 533684

NCPUL | DELHI | INDIA

قیمت -/25 روپے

قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان

وزارت تعلیم، حکومت ہند، نئی دہلی

فروغ اردو بھون ایف سی، 33/9

انسٹی ٹیوشنل ایریا، جسولا، نئی دہلی-110025